ترکی ---دوراہے پر

ریمنڈ جے ماس *

تلخیص: محمد ایوب منیر

ترکی نے یورپی یونین کی ممبر شپ کی درخواست ۱۹۶۳ء میں دی تھی لیکن اس کو ابھی تک ممبر نہ بنایا جا سکا ہے۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ترکی اپنی اسلامی شناخت اور سیکولر جمہوری شناخت کے ساتھ بیک وقت پہچانا جاتا ہے جب کہ ممبر شپ کے لیے صرف سیکولر جمہوری چہرہ مطلوب ہے۔

جمہوریت کے ۷۵ سال کی تکمیل پر فوجی اقتدار اور جمہوری طرزِ عمل کے درمیان مفاہمت عروج پر ہے۔ اتاترک ازم نظامِ حکومت میں ہر دور میں کارفرما رہا ہے۔ مصطفیٰ کمال اتاترک کے زمانے سے ہی فوج مملکت کے سیکولر کردار کی محافظ رہی ہے۔ جدید ریپبلکن نظام اور بے دین نظامِ معاشرت ہی اتاترک ازم کی بنیاد ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں جدید ترکی کے قیام کے بعد اتاترک نے اسلامی نظام کی علمبردار عثمانی ریاست کو ختم کر دیا۔ مسجد اور ریاست کو الگ کر دیا اور ایک زبردست معاشی اور سیاسی انقلاب کی بنیاد رکھ دی۔ تعدّد ازواج اور عثمانی دور کے لباس کو ممنوع قرار دیا، عربی رسم الخط کی جگہ رومن رسم الخط شروع کر دیا گیا، گریگورین کیلنڈر متعارف کرایا گیا، خاندان کے نام کو ذاتی نام کے ساتھ رکھنے کا حکم دے دیا گیا، مذہبی سکول بند کر دیے گئے اور بڑی تعداد میں سیکولر تعلیم کے ادارے قائم کر دیے گئے۔ عورتوں کو ووٹ کا حق دیا گیا۔ آج بھی اتاترک کے پورٹریٹ، مجسمے، اقوال، تصاویر، اور تقاریر ترکی میں جگہ جگہ آویزاں نظر آتی ہیں۔

ترکی کی افواج نے ۱۹۶۰ء میں باضابطہ طور پر سیاست میں مداخلت شروع کی۔ اُس وقت سے لے کر آج تک وہ سیکولرزم کو بچانے کی سرگرمی میں کسی نہ کسی طور مشغول ہیں۔ نیشنل سیکورٹی کونسل میں مسلح

---

* Raymond J. Mas, "Turkey at the Crossroads," *The World and I*, September 1998, pp. 82-87.

افواج کے پانچ اعلیٰ ترین کمانڈر، صدر، وزیراعظم اور کابینہ کے اہم وزراء شریک ہوتے ہیں۔ یہ قانون سازی کا سب سے طاقتور ادارہ ہے۔ جون ۱۹۹۷ء میں رفاہ پارٹی کے اقدامات کو اسلام پرستی قرار دینے اور رفاہ کی حکومت گیارہ مہینے بعد ختم کر دینے میں بھی اصل کردار فوجی کمانڈروں ہی کا تھا۔ ترکی کی اعلیٰ عدالت نے جنوری میں رفاہ پارٹی پر پابندی عائد کر دی تھی کیوں کہ ''رفاہ نے ترکی کے سیکولر دستور کی خلاف ورزی کی تھی''۔ اَسّی فی صد ترک رائے دہندگان بظاہر سیکولر جماعتوں کے ووٹر ہیں تاہم سیکولر انتظامیہ سے اُنہیں شکایت بھی ہے۔ مہنگائی کی شرح ہر سال بڑھ رہی ہے، افراطِ زر کی شرح سو فی صد ہے اور بدعنوانی کے کتنے ہی سکینڈل منظر عام پر آ چکے ہیں۔ سیکولر انتظامیہ عوام الناس کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنے اور انہیں حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔

> ۱۹۲۳ء میں جدید ترکی کے قیام کے بعد اتاترک نے اسلامی نظام کی علمبردار عثمانی ریاست کو ختم کر دیا۔ مسجد اور ریاست کو الگ کر دیا اور ایک زبردست معاشی اور سیاسی انقلاب کی بنیاد رکھ دی۔

جنوب مشرقی ترکی میں فوج کو کُردستان ورکرز پارٹی (پی کے کے) کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے جو خود مختار کُرد حکومت کے لیے کوشاں ہے۔ ۱۹۸۰ء میں کُرد گوریلے شام، عراق اور ایران میں مقیم تھے اور تحریکِ آزادیِ فلسطین اُن کی مددگار تھی۔ اُنہوں نے ترکی کے شہروں اور قصبوں میں ہزاروں کارروائیاں کیں اور ہزاروں شہریوں اور فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ تیرہ سال سے جاری اس جنگ میں ستائیس ہزار افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔

تُرکی میں کُردوں کی تعداد بیس فی صد ہے، چھ کروڑ تیس لاکھ کی آبادی میں ایک کروڑ کُرد ہیں۔ جنگ سے بچنے کے لیے ہزاروں کُرد شہروں کا رُخ کر چکے ہیں۔ حکومت اور پی کے کے دونوں ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ جنوب مشرق میں مقیم کُرد دیہاتوں کو جبراً خالی کرا رہے ہیں۔ بغاوت کو کچلنے کے لیے قوت کے استعمال کے سبب انسانی حقوق کا ریکارڈ خراب ہو رہا ہے اور اسی وجہ سے یورپی یونین کی ممبر شپ ترکی کو نہیں مل سکی۔

سرکاری سکولوں، ریڈیو اور ٹی وی پر کُردش زبان میں نشریات پر پابندی ہے۔ اگر کوئی اخبار یا مجلہ کُردوں کے بارے میں خبر، مراسلہ، تجزیہ شائع کرے تو ممکن ہے کہ اخبار کے ایڈیٹر کو سزا دی جائے اور اگر ٹیلی ویژن سٹیشن اپنی نشریات میں کُردوں کے ساتھ ہونے والے سلوک کا تذکرہ کر دے تو اُس سٹیشن کے بند ہو جانے کے امکان ہیں۔ اتنی سختی اس لیے کی گئی ہے کہ پرنٹ یا الیکٹرانک میڈیا میں آ جانے کے بعد عوامی بحث کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور حکومت کو وضاحتیں پیش کرنا پڑیں گی، ترکی کی حکومت پی کے کے کو قوت کے ساتھ ختم کرنا چاہتی ہے اور اس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہے۔

> نیشنل سیکورٹی کونسل میں مسلح افواج کے پانچ اعلیٰ ترین کمانڈر، صدر، وزیراعظم اور اہم وزرا شریک ہوتے ہیں جو قانون سازی کا سب سے طاقتور ادارہ ہے۔ جون ۱۹۹۷ء میں رفاہ پارٹی کے اقدامات کو اسلام پرستی قرار دینے اور رفاہ کی حکومت گیارہ مہینے بعد ختم کرنے میں بھی اصل کردار فوجی کمانڈروں ہی کا تھا۔

ایران کا کردار محدود کرنے کے لیے واشنگٹن ترکی کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔ انقرہ کی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ بحیرۂ کیسپئن سے کیہان شہر تک (جو بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ہے) تیل کی پائپ لائن بچھا دے اور اس کام کے لیے واشنگٹن کی حمایت درکار ہے۔ اس طرح ایران جو کیسپئن سے تیل حاصل کر کے بندرگاہ تک پہنچاتا ہے، پیچھے رہ جائے گا۔ اگرچہ پائپ لائن انتہائی مہنگی ہوگی لیکن ایران کی شہ رگ کاٹنے کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔

ترکی کی حکومت ایک قسم کے پان ترک ازم کا آغاز کرنا چاہتی ہے۔ سابقہ سوویت یونین کی ریاستوں آذربائیجان، قزاقستان، اُزبکستان، تُرکمانستان، تاجکستان، اور کرغیزستان کے ساتھ وہ از سرِ نو تعلق استوار کرنا چاہتی ہے۔ رُوسی وزیراعظم وکٹر چرنومار دین نے انقرہ کا دورہ کیا۔ دونوں ممالک نے ساڑھے تیرہ ارب ڈالر کے گیس کی فراہمی کے معاہدے کیے اور ماضی کی گرد صاف کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔ وزیراعظم روس نے کہا کہ وہ رُوسی صدر کے دورے کا بندوبست کریں گے۔ ترکی کی حکومت آگاہ ہے کہ وسطی ایشیا کے ممالک کے پاس تیل اور گیس کے وسیع ذخائر ہیں جن کو ابھی تک استعمال نہیں کیا

گیا ہے۔

ترکی چین اور مشرقِ بعید کے ساتھ بھی تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے۔ فروری میں ترکی کے وزیر خارجہ اسماعیل کیم نے بیجنگ کا دورہ کیا۔ ترکی کو یونان اور قبرص دو غیر موافق ہمسایوں کی طرف سے خدشہ بھی ہے۔ یورپی اور ایشیائی شناخت کو ساتھ لے کے چلتے ہوئے ترکی کو دیگر عالمی امور کو بھی مدّ نظر رکھنا ہو گا۔

[ریمنڈ جے ماس آزاد پیشہ (Freelance) قلمکار ہیں۔ جنوبی امریکہ میں کافی سال رہنے کے بعد آج کل ترکی میں مقیم ہیں وہ اس سے پہلے ورلڈ اینڈ آئی کے مسائلِ حاضرہ (Current Issues) کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ مدیر]